نورالحسن راشد کاندھلوی

کتب خانہ دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور اور ہمارے ذاتی ذخیرہ میں موجود شاہ ولی اللہ صاحب کی تصانیف و تالیفات کے قلمی نسخوں کا تعارف

جب امام ہمام حضرت شاہ ولی اللہ کا ذکر آتا ہے تو اور بہت سی بحثوں اور موضوعات کے ساتھ حضرت شاہ صاحب کی تصانیف و مؤلفات اور تحریرات و مکتوبات کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے۔ ایسے موقعوں پر عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب کی تصانیف کے صحیح نسخے و معتمد عموماً کم یاب ہیں، حالانکہ یہ بات صحیح نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی تصانیف و مؤلفات و افادات و مکتوبات وغیرہ کے قلمی نسخوں کی اچھی خاصی تعداد موجود و معلوم ہے جو ہند و پاکستان کے علاوہ کئی ملکوں کے قومی کتب خانوں اور ذاتی ذخیروں میں بکھری ہوئی ہیں۔ ان میں معتبر نسخے بھی ہیں اور غیر معتبر بھی۔ معتمد نسخوں میں سے چند خود حضرت مصنف کے قلم فیض رقم کے ہیں۔ چند اور حضرات شاہ صاحب کے ممتاز و اہم شاگردوں اور صاحبزادگان عالی مرتبت (حضرت شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، مولانا شاہ محمد اسحاق رحمہم اللہ) وغیرہ کے دست مبارک کے بھی ہیں جس میں چند ایسے نسخے بھی ہیں کہ ان پر حضرت شاہ صاحب کے دست مبارک سے اجازتیں اور تحریرات درج ہیں۔ نیز چند نسخے حضرت شاہ صاحب کے ،صاحب--- اوران کے علوم وارشادات کے سب سے پہلے اور اہم ترین مخاطب حضرت شاہ محمد عاشق پھلتی یا ایک اور محبوب و معتمد شاگرد خواجہ محمد امین سندھی کے نقل کیے ہوئے بھی موجود ہیں۔ ان کے علاوہ بھی حضرت کی تصانیف کے کئی اہم نسخے معلوم ہیں جن کی کسی اور وجہ سے خاص اہمیت ہے اور حضرت شاہ صاحب کے علوم کی تدوین اور ان کی کتابوں کی تازہ اشاعت و تحقیق کے وقت ان نسخوں کو نظر انداز کرنا غفلت اور بے توفیقی میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ بہر صورت مجموعی طور پر ان نسخوں کی خاصی تعداد ہے ان کے نام گنوانا بھی خاصا وقت چاہتا ہے۔ مفصل گفتگو ایک بسیط مقالے یا ایک کتاب کا موضوع ہے جس کی اس وقت گنجائش نہیں:

سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

اس لئے اس طویل موضوع سے صرف نظر کرتے ہوئے میں یہاں حضرت شاہ صاحب کی تصانیف کے صرف چند ایسے قلمی نسخوں کا تعارف پیش کرنا چاہتا ہوں جو کتب خانہ دارالعلوم دیوبند' مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور اور ہمارے ذخیرہ (حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ) کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں مگر وابستگان علوم ولی اللہی کو ان کا بہت کم علم ہے۔ اس کی ابتدا کتب خانہ دارالعلوم دیوبند کے مخطوطات کے تذکرہ سے ہوگی۔ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں حضرت شاہ ولی اللہ کی انیس تالیفات کے تیس نسخے تھے جس میں سے اب غالباً چوبیس یا پچیس موجود ہوں گے۔ غالباً اس لئے کہ تین چار تو کیڑوں کی نذر ہو گئے اور دو تین اس وقت دستیاب نہیں۔ معلوم نہیں کہ وہ موجود ہیں یا ضائع ہو گئے ہیں۔ جو نسخے اب موجود نہیں اور ان کا کتب خانہ کی فہرست میں بھی اندراج نہیں ان میں سے اہم ترین نسخہ "حجۃ اللہ" کا تھا جس پر حضرت شاہ عبدالعزیز کا ایک اہم خط چسپاں تھا جس میں حضرت شاہ صاحب نے "حجۃ اللہ" کے متعلق اپنی رائے تحریر فرمائی تھی اور جو نسخے ضائع یا کیڑوں کی نذر ہو گئے ان میں کوئی اور نسخہ غالباً اہم نہیں تھا اب جو قلمی نسخے موجود ہیں ان کو بھی اہم اور غیر اہم میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اہم نسخوں میں وہ مجموعہ نہایت قابل قدر اور قیمتی ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ کے حبیب لبیب اور رفیق قدیم حضرت شاہ محمد عاشق پھلتی اور ان کے فرزند شاہ عبدالرحمٰن (مرتب مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ) کے قلم سے ہے۔ ان کے علاوہ ایک اور نہایت ہی اہم اور بیش قیمت نگینہ مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ کا ایک نسخہ ہے (تعارف آرہا ہے)

مجموعہ رسائل مکتوبہ حضرت شاہ محمد عاشق و شاہ عبدالرحمٰن میں حضرت شاہ ولی اللہ کے چھ رسائل و تالیفات شامل ہیں مگر ان رسائل یا اس مجموعہ کا کتب خانہ دارالعلوم کی مطبوعہ اور قلمی دونوں فہرستوں میں تذکرہ شامل نہیں۔ اس مجموعے کے رسائل جس میں سے چار رسالے حضرت شاہ محمد عاشق کے قلم سے اور دو شاہ عبدالرحمٰن کے نقل کئے ہوئے ہیں۔ شاہ محمد عاشق کے مکتوبہ چار رسائل یہ ہیں۔

1۔ رسالہ فی لبس الاحمر (عربی)

2۔ رسالہ ضابطہ مناسخات (فارسی)

3۔ رسالہ در تحقیق و تعیین صراط مستقیم (فارسی)

4۔ رسالہ در بیان تدوین علوم السر المکتوم (عربی)

شاہ عبدالرحمٰن صاحب کی نقل کی ہوئی دو کتابیں (5) الفوز الکبیر اور (6) شرح رباعتین حضرت خواجہ باقی باللہ (ازالۃ الغین فی شرح الرباعتین) ہیں۔

مذکورہ نسخوں میں سے تین کتابیں (رسالہ در بیان علوم' الفوز الکبیر اور شرح رباعتین) مطبوعہ اور عموماً دستیاب ہیں لیکن پہلے تینوں رسائل کا حضرت شاہ ولی اللہ کی کمیاب تالیفات میں شمار ہے۔ ان تینوں میں سے کوئی رسالہ بھی غالباً اب تک نہیں چھپا۔

یہ تینوں مختصر رسالے ہیں۔ "رسالہ فی لبس الاحمر" حضرت شاہ صاحب کے سفر حجاز کی یادگار ہے یعنی شاہ صاحب کے عہد تصنیف کے دور متوسط کی نسبتاً کم یاب تحریر ہے۔

یہ رسالہ حضرت شاہ صاحب نے (29 ذی الحجہ 1149ھ۔ 3 مارچ 1737ء) کو مکہ مکرمہ میں شیخ حسن آفندی کی فرمائش پر تحریر فرمایا تھا۔ اس میں فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''نور الایضاح'' کے مصنف کے اسی موضوع پر ایک رسالہ کا تجزیہ اور اس مسئلہ کی مزید تحقیق وتوضیح ہے۔ یہ رسالہ ایک مرتبہ شائع بھی ہو چکا ہے۔ یہ وہی بحث ہے جو حضرت شاہ صاحب نے مؤطا کی شروعات میں بھی پیش فرمائی ہے کہ فقہائے مذاہب کی تحقیق میں بنیادی چیز اہل مدینہ کا تعامل ہے۔

4۔ ''رسالہ در بیان علوم السر المکتوم فی بیان تدوین العلوم'' ہے جو (حضرت شاہ ولی اللہ کی کتابوں کے ایک ممتاز ناشر اور شاہ رفیع الدین کے نواسہ) سید احمد ولی اللٰہی کے مطبع احمدی دہلی سے 1321ھ (1903ء) میں شائع ہو چکا ہے اور اس کے اردو ترجمہ بھی چھپے ہیں۔ ''سر مکتوم'' اور مذکورہ بالا نسخوں کی اہمیت یہ ہے کہ یہ چاروں حضرت شاہ محمد عاشق کے قلم سے ہیں اور اس امتیاز کی وجہ سے نسخہ مصنف کے قائم مقام ہیں۔

اس مجموعہ کی آخری دو کتابوں میں سے ''الفوز الکبیر'' ناتمام اور ''شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ'' مکمل ہے اگرچہ ان میں سے کسی نسخہ پر بھی سنہ کتابت اور کاتب کا نام نہیں لیکن شاہ محمد عاشق اور شاہ عبدالرحمٰن کی اور تحریروں سے مقابلے کے بعد یہ طے ہے کہ یہ دونوں نسخے انہیں دونوں کے قلم سے ہیں اور چونکہ شاہ عبدالرحمٰن پھلتی کی حضرت شاہ ولی اللہ کی حیات (1168ھ۔ 55-1754ء) وفات ہو گئی تھی اس لئے یہ تمام نسخے بلا شک وشبہ اس سے پہلے کے لکھے ہوئے ہیں۔

مذکورہ رسائل وتالیفات کے علاوہ کتب خانہ دار العلوم دیوبند میں حضرت شاہ ولی اللہ کے جو علمی آثار موجود ہیں ان میں سے اکثر کا مفصل تذکرہ ضروری نہیں۔ ان کی صرف نام شماری کافی ہوگی کیونکہ ان نسخوں میں کوئی ندرت یا ایسا امتیاز نہیں ہے جس کا تذکرہ ضروری اور مفید ہو۔ دار العلوم دیوبند کے کتب خانہ میں ''فتح الرحمٰن'' (ترجمہ فارسی قرآن شریف) کے بھی دو نسخے ہیں جس میں ایک نسخہ اگرچہ بہت عمدہ اور صاف ستھرا ہے مگر دونوں پر کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں۔

شاہ صاحب کی تین مشہور تالیفات الفضل المبین، الدرّ الثمین اور النوادر (جس کے مجموعہ کو مسلسلات کہا جاتا ہے) کی تین تین نقلیں موجود ہیں۔ تینوں نقلوں میں تینوں رسائل شامل ہیں۔ ان میں سے دو نسخوں میں جاذبیت وکشش کا کوئی عنصر موجود نہیں۔ نہ ان کی کتابت عمدہ ہے اور نہ کاغذ۔ غالباً کسی معمولی لیاقت کے آدمی نے نقل کی ہیں اور ان میں سے ایک نقل کے متعلق کتب خانہ دار العلوم کی مطبوعہ فہرست کی یہ اطلاع صحیح بھی نہیں کہ اس نسخہ پر حضرت شاہ عبدالعزیز کے دستخط ہیں۔[1] مسلسلات کا تیسرا نسخہ اس مجموعہ کی سب سے پہلی اشاعت (1293ھ) کی جوں توں نقل ہے اور اس میں مطبوعہ نسخہ کی طرح شاہ صاحب کا رسالہ حل تراجم (ابواب) بخاری بھی شامل ہے۔

''البدور البازغہ'' کے دو نسخے ہیں جن میں ایک یوسف بن عبدالصمد بڈھانوی نے 1295ھ میں نقل کیا تھا۔ دوسرا نسخہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (وفات 1232ھ۔ 1905ء) کے کتب خانہ کا ہے۔ جس پر حضرت مولانا کے دستخط بھی ہیں۔ ایک نسخہ ''الانتباہ'' اور ''تحقیق وحدت الوجود والشہود'' کا بھی ہے مگر دونوں پر کاتب کے نام اور سنہ کتابت درج نہیں۔ یہ دونوں نسخے مولانا مفتی سعد اللہ رام پوری (وفات 1294ھ۔ 1877ء) کے کتب خانہ کے ہیں۔ مفتی صاحب کی مہر اور دستخط ثبت ہیں۔ ایک نسخہ ''القول الجمیل'' کا ہے جو (1258ھ۔ 1842ء) کا لکھا ہوا ہے۔

اس ذخیرہ میں تالیفات ولی اللٰہی کے جو دو نسخے بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ وہ مصطفیٰ شرح فارسی مؤطا امام مالکؒ اور ''انفاس العارفین'' کے ہیں

''مصطفیٰ'' کا نسخہ اس وجہ سے اہم اور قابل توجہ ہے کہ وہ غالباً حضرت شاہ محمد عاشق کے اصل نسخہ کی نقل ہے۔ اس نسخہ کی جو تکمیل کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ کے اہم ترین شاگردوں خواجہ محمد امین، بابا فضل اللہ کشمیری اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی مجلس میں پڑھا اور سنا گیا، شاہ رفیع الدین نے پڑھا، شاہ عبدالقادر اور تمام حضرات نے سنا۔ یہ قرأت و سماعت (25 ربیع الاول 1185ھ۔ جولائی 1771ء) میں مکمل ہوئی اور حضرت شاہ عبدالعزیز نے یہ تمام روداد بقلم خود اس نسخہ پر تحریر فرمائی۔

اس نسخہ کا ایک اور امتیاز یہ ہے کہ اس کے اختتام پر شاہ محمد عاشق کی وہ تحریر مکمل درج ہے جس میں شاہ محمد عاشق نے مصطفیٰ کی تسوید و تبیض کا مفصل تذکرہ کیا ہے۔ یہ تحریر اگرچہ ''مصطفیٰ'' اور ''مسویٰ'' کی پہلی طباعت مطبع فاروقی دہلی 1293ھ کے آخر میں بھی شامل ہے لیکن اس نسخہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ مطبوعہ تحریر اصل تحریر چوتھائی سے بھی کم حصہ ہے۔ مکمل تحریر یا مضمون فل اسکیپ سائز کے اکیس سطری صفحہ کے پانچ صفحات میں آئی ہے جس میں شاہ محمد عاشق نے خواجہ محمد امین کا خاصا مفصل ذکر کیا ہے اور خواجہ محمد امین کی وہ سند بھی نقل کی ہے جو شاہ ولی اللہ نے خواجہ امین کو عطا فرمائی تھی۔ آخر میں ''مصفیٰ'' کی تکمیل کی تاریخ پر ایک عزیز کی لکھی ہوئی شاہ محمد عاشق کے الفاظ میں ایک نظم (یا نو شعر کا قطعہ تاریخ) بھی ہے، جس سے اس خدمت کی تکمیل کا (1179ھ۔ 66-1765ء) سنہ بھی معلوم ہو جاتا ہے۔

''مصفیٰ'' کے اس نسخہ کے اختتام پر کاتب کا نام مذکور نہیں، سنہ کتابت اور صفحات و اوراق کا شمار بھی درج نہیں۔ تحریر نستعلیق، رواں پختہ قلم ہے۔

اس ذخیرہ میں ''انفاس العارفین'' کا بھی ایک عمدہ صاف خوش قلم اور خاصا صحیح نسخہ ہے جو (1239ھ۔ 24-1823ء) کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں اس مجموعہ کے تمام چھ رسائل شامل ہیں۔ شروع میں فہرست بھی ہے یعنی ہر پہلو سے اچھا اور قابل قدر نسخہ ہے۔

اس کتب خانہ میں مذکورہ کتابوں کے علاوہ ایک نسخہ ''بلاغ المبین'' کا بھی ہے۔ جس کو بعض اہل علم نے حضرت شاہ ولی اللہ کی تالیفات میں شمار کیا ہے حالانکہ اس کا شاہ صاحب سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ ''بلاغ المبین'' غالباً حضرت شاہ ولی اللہ کے ایک ہم نام اور معاصر شاہ مصنف ولی اللہ اشتیاق سرہندی کی تالیف ہے۔ ''بلاغ المبین'' کے شاہ ولی اللہ سے انتساب کا کوئی ثبوت بلکہ قرینہ بھی موجود نہیں۔ بہر حال اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ دار العلوم میں موجود ہے جو صاف ستھرا نسخہ ہے مگر اس پر کاتب کا نام یا سنہ کتابت درج نہیں۔

حضرت شاہ صاحب کی تالیفات کے تعارف کے بعد کتب خانہ دار العلوم کے ایک اور اہم اور نادر ترین نسخہ کا تذکرہ بے حد ضروری ہے جو اگرچہ حضرت شاہ صاحب کی تصانیف میں شامل نہیں اور چند سال پہلے تک اس کا تذکرہ بھی نہیں آتا تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ اس سے استفادہ کیے بغیر حضرت شاہ صاحب کے حالات، علوم و نظریات اور تصانیف و خیالات کا جائزہ نا تمام ہے۔ یہ حضرت شاہ صاحب کے مکتوبات گرامی کا وہ بیش بہا مجموعہ ہے جس کا پہلا حصہ شاہ محمد عاشق

کے فرزند شاہ عبدالرحمٰن پھلتی نے (جو حضرت شاہ ولی اللہ کے داماد بھی تھے) مرتب کیا تھا۔ شاہ عبدالرحمٰن اس خدمت تصنیف میں مشغول تھے کہ (1168ھ۔ 55-1754ء) میں اچانک رحلت کر گئے۔ شاہ عبدالرحمٰن کی وفات کے بعد ان کے والد ماجد شاہ محمد عاشق پھلتی نے اس تصنیف کو مکمل کرنے کا ارادہ فرمالیا اور حضرت شاہ عبدالرحمٰن جو کام کر چکے تھے اس کو حصہ اول قرار دے کر مزید مکتوبات تلاش کئے اور ان کو مرتب کر کے مجموعہ مکتوبات مؤلفہ شاہ عبدالرحمٰن کا دوسرا حصہ قرار دیا۔

مجموعہ مکتوبات مرتبہ شاہ عبدالرحمٰن (حصہ اول) میں حضرت شاہ ولی اللہ کے دو سو بیاسی اور حصہ دوم مرتبہ شاہ محمد عاشق میں صرف ستتر (77) مکتوبات شامل ہیں۔ اگرچہ دونوں حصوں میں سے کسی پر بھی کاتب کا نام اور سنہ کتابت تحریر نہیں لیکن میں پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ دونوں نسخہ مصنف ہیں۔ لیکن کتب خانہ دارالعلوم میں موجود نسخے کے پہلے حصہ کے ابتدائی ترپن 53 ورق میں جس ایک سو سات مکتوبات تھے، اس نسخہ میں موجود نہیں، حصہ دوم مکمل ہے۔ حصہ اول کا جو حصہ موجود ہے اس میں صفحہ ترپن 53 سے 124 تک اور مکتوبات نمبر ایک سو سات کے نصف سے مکتوبات نمبر دو سو اکیاون تک یعنی کل ایک سو چودہ خط شاہ عبدالرحمٰن کے نوشتہ ہیں۔ اس نسخہ کے آخری اڑتیس مکتوبات شاہ محمد عاشق صاحب کے نقل کئے ہوئے ہیں۔ حصہ دوم کا مکمل نسخہ حضرت شاہ محمد عاشق کے قلم کا ہے۔ حصہ اول میں جو شاہ عبدالرحمٰن صاحب کا مؤلفہ و مکتوبہ ہے ایک سو چوبیس فی صفحہ عموماً پچیس سطریں ہیں اور اسی حصہ کے ان اوراق میں جو شاہ محمد عاشق صاحب کے نقل کئے ہوئے عموماً بیس سے بائیس تک سطریں آئی ہیں دوسرے حصہ میں جو حضرت شاہ محمد عاشق کا مؤلفہ و مکتوبہ ہے فی صفحہ بیس سے بائیس تک سطور ہیں۔

یہ تالیف یا نسخہ حضرت شاہ ولی اللہ کی حیات میں مرتب حضرت شاہ صاحب کے مکتوبات کا سب سے بڑا اور جامع ترین مجموعہ ہے۔ اس مجموعہ کی تالیف و ترتیب کے بعد سے اب تک بھی حضرت شاہ ولی اللہ کے مکتوبات کا کوئی اور ایسا ضخیم اور وقیع مجموعہ مرتب یا دریافت نہیں ہوا۔

یہاں یہ بھی عرض کر دینا چاہئے کہ دارالعلوم کا نسخہ مکتوبات اس مجموعہ کا نسخہ مؤلفین تو ہے ہی اس کی یہ بھی ایک غیر معمولی اہمیت ہے کہ یہ اس مجموعہ کا اس وقت تک معلوم واحد نسخہ ہے، کسی ذاتی یا قومی لائبریری میں اس کی نقل کا سراغ نہیں ملا۔

ابھی عرض کیا ہے کہ اس کا حصہ اول مرتبہ مکتوبہ شاہ عبدالرحمٰن ناقص ہے۔ اس کے ایک سو سات مکتوبات زیر نظر نسخہ میں موجود نہیں لیکن مکتوبات کا وہ حصہ یا اوراق جو اس نسخہ میں شامل نہیں عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد میں موجود ہیں۔ اس طرح یہ نسخہ مکمل ہو جاتا ہے۔

زیر تعارف مجموعہ مکتوبات کے سلسلہ میں یہ بھی عرض کر دینا چاہئے کہ مکتوبات کا یہی مجموعہ پروفیسر خلیق احمد نظامی کی تالیف ''حضرت شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات'' کی بنیاد ہے۔ سیاسی مکتوبات میں شامل شاہ صاحب کے تمام مکتوبات اسی مجموعہ سے لئے گئے ہیں۔ نیز مولانا مفتی نسیم احمد صاحب فریدی امروہوی نے ان مکتوبات کا (جس میں نسخہ حیدر آباد بھی شامل ہے) کا اردو ترجمہ کیا تھا جو نادر مکتوبات کے نام سے دو جلدوں میں پھلت اور دہلی سے شائع ہو چکا ہے۔

لیکن یہ عرض کرنے کی اجازت دیجیے کہ نادر مکتوبات (اردو ترجمہ) کے خطوط کی ترتیب میں قلمی نسخہ سے مکتوبات

کی مطابقت کا اہتمام نہیں رہا اور اس میں ان جلدوں میں شامل تمام فارسی مکتوبات کا ترجمہ بھی شامل نہیں، جن فارسی خطوط کا ترجمہ شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات میں آ گیا ہے وہ مکتوبات نادر مکتوبات میں شامل نہیں کئے گئے جس کی وجہ سے یہ ترجمہ ناتمام سا محسوس ہوتا ہے' نیز سیاسی مکتوبات میں جو خطوط شامل ہیں ان میں سے کئی خطوط کا ترجمہ بھی نامکمل ہے کئی ناتمام ہیں۔ بعض خطوط کے پورے پیرے گراف اور بعض کی سطور یا فقرے اس میں شامل نہیں۔

نیز سیاسی مکتوبات میں درج خطوط کی ترتیب میں بھی بہت تغیر اور رد و بدل ہوا ہے۔ اصل فارسی مجموعہ مکتوبات میں جو خطوط ابتدا میں شامل ہیں وہ سیاسی مکتوبات کے آخر میں پہنچ گئے اور جو اصل مجموعہ میں آخر میں تھے ان کو سیاسی مکتوبات کی ابتدا میں جگہ ملی ہے۔ جس سے اس مجموعہ کی اندرونی فکری تاریخی ترتیب متاثر ہوئی ہے۔ فارسی مکتوبات میں اگرچہ مکتوبات کی تاریخ تحریر مذکور نہیں لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ان میں جزوی طور پر زمانی ترتیب موجود ہے۔ جس کو اصل و ترجمہ دونوں میں اسی طرح باقی رکھنا چاہیے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے یہ خطوط جس ترتیب سے لکھے خصوصاً شاہ محمد عاشق کو جس ترتیب سے ملے مجموعہ مکتوبات کی تالیف میں اس کا خیال و اہتمام کیا گیا ہے اس لئے ان دونوں مجموعوں کی افادیت کے اعتراف کے باوجود اصل فارسی نسخہ کی معنویت اور اس سے استفادہ کی اہمیت اپنی جگہ باقی ہے۔

یہ مکتوبات کے متعلق ایک ضمنی بات تھی جو زبان قلم پر آ گئی ہے' عرض یہ کرنا تھا کہ یہ مجموعہ مکتوبات سلسلہ ولی اللّٰہی کی تصانیف میں کتب خانہ دار العلوم دیوبند کا اہم ترین نسخہ اور گویا دُرِ شہوار ہے۔ کتب خانہ دار العلوم میں سلسلہ ولی اللّٰہی کی ایک اور بھی نہایت اہم یادگار محفوظ ہے جو اگرچہ تالیفات ولی اللّٰہی میں شمار نہیں کی جا سکتی لیکن اس کے بغیر یہ تعارف ناتمام رہے گا۔

یہ سلسلہ ولی اللّٰہی کے ایک بڑے عالم اور حضرت شاہ عبد العزیز کے شاگرد' مولانا رشید الدین خان کشمیری دہلوی (وفات محرم 1243ھ) کی ایک تالیف ہے۔ جس کا کتب خانہ دار العلوم کی فہرست مخطوطات میں مجموعہ مکاتیب کے عنوان سے اندراج ہے۔ جس کا مولانا نسیم احمد صاحب فریدی بیاض رشید الدین کے حوالہ سے ذکر کرتے ہیں لیکن یہ نہ مجموعہ مکتوبات ہے اور نہ اس کو بیاض کہا جا سکتا ہے۔ اس کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک باقاعدہ تالیف ہے جس میں خصوصاً حضرت شاہ عبد العزیز کے عربی مکتوبات' تحریرات و فتاویٰ اور ارشادات کے علاوہ حضرت شاہ ولی اللہ کے متعدد گرامی نامے اور افادات بھی جمع کئے گئے ہیں۔ یہ مجموعہ یا تالیف خاصے بڑے ساز کے پچانوے اوراق یا ایک سو نوے صفحات پر مشتمل ہے۔ جس کا تقریباً نوے فیصد حصہ عربی میں ہے' چند افادات و فتاویٰ فارسی کے بھی شامل کئے گئے ہیں' مولانا رشید الدین خان نے اپنے نام حضرت شاہ عبد العزیز کے دو خط بھی نقل کئے ہیں' یہ پورا مجموعہ مولانا رشید الدین کے قلم کی یادگار ہے۔



کتب خانہ دار العلوم کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے کتب خانہ میں موجود حضرت شاہ ولی اللہ کی کتابوں کا تعارف پیش خدمت ہے۔

کتب خانہ مظاہر العلوم میں حضرت شاہ صاحب کی دس تالیفات و رسائل کے خطی نسخے موجود ہیں جو یہ ہیں:

(1) مسوی مکتوبہ 1279ھ (2) (3)' رسائل در حقائق و معارف (4)' تفہیمات (5)' الطاف قدس (6)'

ہمعات (7)، رسالہ در تحقیق وحدۃ الوجود والشہود، مکتوبہ صفر 1296ھ (8)، رسالہ دانشمندی (9)، رسالہ صرف (10)، القول الجمیل۔

ان نسخوں میں سے حقائق و معارف کے دونوں رسالوں کے علاوہ جو نہ صرف غیر مطبوعہ بلکہ غیر متعارف بھی ہیں اور تمام کتابیں وہ ہیں جو مطبوعہ اور عموماً دستیاب ہیں ان میں سے ابتدائی تین نسخوں کا کسی قدر تعارف مفید ہوگا۔

مسوی کا نسخہ مظاہر علوم خوش قلم صحیح اور عمدہ نسخہ ہے۔جس میں کہیں کہیں بین السطور میں حل لغات کا اہتمام کیا گیا ہے، بین السطور میں ہی ایک دو فقروں میں مختصر توضیحات بھی ہیں۔

نستعلیق قلم ہے، بہت عمدہ صاف واضح تحریر ہے۔ یہ نسخہ نامور عالم مولانا مفتی عنایت صاحب کاکوری کی فرمائش پر نقل اور مرتب ہوا ہے۔ اکثر حصہ مولانا عزیز الدین صاحب نے نقل کیا ہے۔ چند اوراق مفتی عنایت احمد صاحب کاکوری کے قلم سے نیز چند اوراق مفتی صاحب کے دوسرے شاگردوں (مولانا مفتی لطف اللہ گڑھی اور مولانا فدا حسین صاحب) کے قلم سے بھی ہیں، آخر میں ترقیمہ کاتب مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کے قلم سے ہے جس میں مذکورہ بالا اطلاعات کا ذکر ہے۔ اس نسخہ کی کتابت کی تاریخ تکمیل 23 رمضان المبارک 1279ھ، 14 مارچ 1863ء میں درج ہے۔ اس نسخہ کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس کو نسخہ مؤلف سے نقل کیا گیا ہے جس پر حضرت شاہ عبدالعزیز کے افادات و حواشی بھی درج تھے۔ یہ افادات اور حاشیے نسخہ مفتی عنابت میں بھی نقل ہیں۔

مظاہر علوم کے کتب خانہ میں حقائق و معارف پر حضرت شاہ صاحب کے دو مختصر رسالے بھی موجود ہیں۔ دونوں شاہ صاحب کی نادر و کم یاب مؤلفات میں سے ہیں۔ ان میں سے ایک رسالہ میں شاہ صاحب نے ایک اپنے فارسی اشعار کی شرح فرمائی ہے اور دوسرے میں دو عربی قصیدوں کی شرح ہے۔ پہلے کے آغاز پر فرماتے ہیں:

''می گوید فقیر ولی اللہ کہ سابق از شوق برادرم خواجہ امین الدین اکرمہ اللہ تعالیٰ بعض معارف الٰہیہ در نیکوترین لباسے کہ لباس نظم است بیان کردہ شود، والحال ایشاں تقاضائے آں کرد کہ زیر ہر بیتے اشارت لطیف کردہ شود باں معرفت کہ درآں مودع است: زیادہ ام یا بادیہ پیمانہ ام عاشق شوریدہ ام یا عشق باجانانہ ام۔''

اس ردیف و قافیہ کے صرف سات شعر ہیں، حضرت شاہ صاحب کی شرح بھی ہے۔ اس کے بعد ایک رسالہ اور بھی ہے جس کے آغاز پر فرماتے ہیں:

اما بعد فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ سابقا بعض معارف غامضہ را در دو قصیدہ...... کہ ہر یک سی بیت باشد بلسان...... بیان کردہ شد الحال شوق برادرم خواجہ امین اکرمہ اللہ بشہودہ باعث شرح آں می شود......

مگر افسوس کہ دونوں رسالوں پر نہ رسالوں کا نام درج ہے، نہ کاتب کا مزید تاسف یہ ہے کہ دونوں نسخے نہایت خستہ اور کرم خوردہ ہیں۔ دونوں کا کوئی مصرعہ یا سطر ایسی نہیں ہے جو کرم خوردہ نہ ہو، اندیشہ ہے کہ یہ نسخے اگر اسی حالت میں رہے تو جلد ہی ختم ہو جائیں گے۔

مظاہر علوم کے نسخوں میں سے ایک اہم نسخہ "تفہیمات الٰہیہ" کا ہے۔ یہ بھی نہایت عمدہ اور صحیح نسخہ ہے جو غالباً حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی یادگار ہے' غالباً اس لئے کہ اگرچہ اس پر کاتب نے اپنا نام "محمد یعقوب" لکھا ہے مگر نانوتوی نسبت کی صراحت نہیں لیکن کتب خانہ سہارن پور میں یہ نسخہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کے کتب خانہ سے آیا ہے جو مولانا محمد یعقوب کے حقیقی بھانجے تھے اس لئے قرین قیاس ہے کہ یہ مولانا محمد یعقوب صاحب کا نقل کیا ہوا ہو۔ اس نسخہ کی کتابت صفر 1298ھ' جنوری 1881ء میں مکمل ہوئی تھی۔ یہ نسخہ ہلکے باریک مگر عمدہ ولایتی کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔ یہی نسخہ "تفہیمات الٰہیہ" کے اس نسخہ کی اساس ہے جو مجلس علمی ڈابھیل کے اہتمام سے مدینہ پریس بجنور سے 1355ھ (1936ء) میں چھپا تھا۔

"تفہیمات" کے اس نسخہ کی دوسری جلد کے آخری صفحات موجود نہیں' ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کاتب نسخہ (مولانا محمد یعقوب نانوتوی) کو اس کی تکمیل کا وقت نہیں ملا۔

اس نسخہ کے اختتام پر حضرت شاہ صاحب کا رسالہ "تحقیق وحدۃ الوجود والشہود" بھی شامل ہے جو کاتب نسخہ (مولانا محمد یعقوب نانوتوی) کے بھانجے مولانا نذیر احمد صاحب انبیٹھوی کے قلم سے ہے۔ اختتام پر لکھا ہے:

"الحمد للہ کہ......... تاریخ 21 صفر 1296ھ بخط بے ربط کمترین نذیر احمد ساکن قصبہ انبیٹہ ضلع سہارنپور' در بہاول پور اختتام یافت"



آخر میں ان چند کتابوں کا تذکرہ کیا کرتا ہے جو ہمارے ذخیرہ کتب میں موجود ہیں۔ ہمارے خاندانی کتب خانہ میں حضرت شاہ صاحب کی اکثر تصانیف کے خطی نسخے موجود تھے' جس کا اکثر حصہ ضائع ہو چکا ہے۔ جو چند کتابیں اس وقت راقم سطور کی تحویل میں ہیں' ان کا مختصر تعارف حاضر ہے۔ اس وقت ہمارے ذخیرہ میں حضرت شاہ صاحب کی گیارہ کتابوں کے چودہ قلمی نسخے محفوظ ہیں:

1۔ الرسالۃ الخافضۃ للملۃ الرافضۃ
2۔ القول الجمیل (نسخہ مؤلف)
3۔ المکتوب المدنی یعنی رسالہ تحقیق وحدۃ الوجود والشہود' دو نسخے۔
4۔ ازالۃ الخفاء مکتوبہ شوال 1187ھ
5۔ البدور البازغۃ' مکتوبہ 1203ھ
6۔ المقدمۃ السنیۃ فی انتصار الفرقۃ السنیۃ
7۔ مسلسلات (مشتمل بر الفضل المبین' الدر الثمین و رسالہ نوادر)
8۔ رسالہ دعائے اعتصام
9۔ سرور المحزون' دو نسخے
10۔ رسالہ دانش مندی
11۔ وصیت نامہ' دو نسخے

الرسالۃ الخافضۃ للملۃ الرافضۃ

حضرت شاہ صاحب کی نہایت نادر اور کم یاب تحریر ہے اور راقم السطور کو "الرسالۃ الخافضۃ" کے کسی اور قلمی یا

مطبوعہ نسخے کا علم نہیں۔ حضرت شاہ صاحب کی تالیفات کی فہرستوں میں بھی اس کا تذکرہ نہیں ملا۔ ''الرسالۃ الخافضہ'' فارسی کا مختصر سا رسالہ ہے۔ جس میں شیعہ مذہب کے ابطال پر تین نکات بیان فرماتے ہیں جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوا ہے:

الحمد للہ الذی لا الہ الا ہو واشہد ان سیدنا محمد اعبدہ ورسولہ صلی اللہ علی ولی الہ صحبہ وسلم امابعد فیقول العبد بلضعیف ولی اللہ ابن عبدالرحیم الدہلوی' کان اللہ لہما فی اولیٰ والاخریٰ' این فقیر وقتے' بجانب غیب متوجہ شدتا مطلع شود برحال رافضہ وبردلیلے کہ ابطال مذہب ایشاں کند، دوسہ نقطہ بخاطر ایں فقیر ریختند ایں فقیر امیدوار آنست کہ ہر کہ..........

اور اس کا اختتام حضرت شاہ صاحب کے ان خاص الفاظ پر ہوا ہے جو شاہ صاحب اپنی اکثر کتابوں کے اختتام پر رقم فرماتے ہیں جو یہ ہیں:

والحمد للّٰه اولاً و اخراً و ظاهراً و باطناً

اس رسالہ پر اگرچہ کاتب کا نام اور سنہ کتابت تحریر نہیں مگر یہ جس جلد میں شامل ہیں اس کے تمام رسائل و مؤلفات روح اللہ کشمیری شاگرد مولانا مرزا حسن علی محدث کے قلم سے لکھے ہوئے ہیں۔ ان کا سنہ کتابت (1355ھ۔ 1839ء) سے (1257ھ۔1840) تک کا ہے اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ ''الرسالۃ الخافضہ'' بھی روح اللہ کشمیری کے قلم کا اور (1255ھ۔1257ھ) کے درمیان کا نقل کیا ہوا ہے۔

ان کتابوں میں سے ''القول الجمیل'' کا نسخہ اس لئے اہم ترین ہے کہ اس کی حضرت شاہ صاحب نے خود اپنے دست مبارک سے تصحیح و تکمیل فرمائی ہے۔ یہ نسخہ کل تراسی صفحات پر مشتمل ہے۔ بیسیوں صفحات پر حضرت شاہ صاحب کے قلم سے چھوٹی بڑی تصحیح واصلاحات درج ہیں اور چونکہ اس نسخہ کی قدیم نقل کے چار ورق (صفحہ استی سے تراسی تک) ضائع ہو گئے تھے، اس لئے حضرت شاہ صاحب نے وہ صفحات دوبارہ نقل کر کے اس میں شامل فرمائے ہیں۔ آخر میں یہ صراحت بھی ہے کہ

"ان اللّٰه وفقنا لتصحيح هذه النسخه و انا الفقير المولف ولى اللّٰه عفا اللّٰه عنه"

اللہ تعالیٰ نے مجھے اس نسخہ کی تصحیح کی توفیق عطا فرمائی اور میں ہوں ناچیز مؤلف ولی اللہ عفی اللہ عنہ۔

''المکتوب المدنی'' یا ''رسالہ تحقیق وحدۃ الوجود الشہود'' کے دو نسخے ہیں۔ پہلا نسخہ بہت عمدہ نسخہ ہے اگرچہ اس پر کاتب کا نام وغیرہ یا کوئی صراحت درج نہیں بلکہ یہ جس طرح نقل ہوا اس سے پہلے یہی خیال ہوتا ہے کہ یہ بھی شاہ صاحب کے قلم سے ہو مگر یقین سے کہنا مشکل ہے۔ یہ نسخہ ساڑھے پانچ اوراق یا گیارہ صفحات پر مشتمل ہے۔

''مکتوب مدنی'' کا ایک نسخہ اور بھی ہے جو 1295ھ کا لکھا ہوا ہے' اسی شخص کے قلم سے حضرت شاہ محمد اسماعیل کی تالیف ''عبقات'' کا ایک نسخہ بھی اسی جلد میں مجلد ہے۔

''ازالۃ الخفاء'' کا نسخہ تین بڑی جلدوں پر مشتمل ہے جس میں پہلی جلد جو مقصد اول پر محیط ہے 1274ھ کی مکتوبہ ہے اور یہ نسخہ مولانا نورالحسن کاندھلوی وفات (1285ھ۔1869ء) نے نقل کرایا تھا۔ مقصد دوم جلد جو دو جلدوں

اور سوا چار اوراق یعنی ساڑھے آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے، اپنی کئی خصوصیات کی وجہ سے توجہ طلب ہے۔

(الف) یہ نسخہ حضرت شاہ ولی اللہ کی وفات (29 محرم 1176ھ۔21 اگست 1762ء) کے صرف دو سال بعد حضرت شاہ صاحب کے ایک خاص مکتوب الیہ مجد الدولہ نواب عبدالمجید خاں بہرام جنگ کی فرمائش پر عبدالمجید نامی کسی شخص نے نقل کیا ہے، ناقل اس نسخہ کی نقل و کتابت سے 7 شوال 1178ھ کو جمعہ کے دن فارغ ہوا، قلم واضح نسبتاً جلی نستعلیق ہے۔

(ب) یہ نسخہ حضرت شاہ عبدالعزیز کے خاص شاگرد ملک الشعرا میر قمرالدین منت سونی پتی کی ملکیت میں رہا ہے۔ میر قمرالدین کے دستخط، مہر اور ان کے قلم کی عبارتیں اور چند حاشیے بھی ثبت ہیں۔

(ج) ''ازالۃ الخفاء'' کے سب سے پہلے مطبوعہ نسخے کی اساس اسی نسخے پر ہے۔ ''ازالۃ الخفاء'' کے ناشر اور مرتب مولانا محمد احسن نانوتوی نے اس کتاب کی تصحیح کے لئے کل تین نسخوں سے استفادہ کیا تھا جس میں سے یہ نسخہ بھی شامل تھا، مولانا محمد حسن صاحب نے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''(نسخہ) سوم المعئی زمن جناب مولانا محمد نورالحسن کاندھلوی مرحمت کردند'' (ازالۃ الخفاء طبع اول بریلی، جلد دوم ص 284)

چونکہ پہلی اشاعت کی کتابت کے لئے یہی نسخہ استعمال ہوا تھا اس لئے اس کے حاشیہ پر مطبوعہ نسخہ کے کاتب کے قلم سے نشانات و صفحات نمبر درج ہیں۔

''البدور البازغہ'' مکتوب (ربیع الثانی 1203ھ۔دسمبر 1788ء) بقلم محمد طاہر، کاتب کی تحریر سے تاثر ہوتا ہے کہ وہ حضرت شاہ صاحب کے شاگرد ہیں، عمدہ خوش قلم اور غالباً صحیح نسخہ ہے۔

اس نسخہ کے اختتام پر درج ترقیمہ کاتب کے ابتدائی الفاظ سے کاتب کی حضرت شاہ صاحب سے نسبت اور تعلق کا علم ہوتا ہے، لکھا ہے:

''تم الکتاب من تصانیف مولانا مرشدنا و سندنا..........''

ہمارے ذخیرے کی کتابوں میں ایک اور قابل ذکر نسخہ ''المقدمۃ السنیہ'' کا ہے۔ ''المقدمۃ السنیہ'' کے قلمی نسخوں کی تعداد بہت کم ہے۔ مولانا ابوالحسن فاروقی دہلوی نے ''المقدمہ السنیہ'' کو چار قلمی نسخوں کی مدد سے مرتب کر کے شائع کرا دیا تھا۔ اسی اشاعت کے بنیادی نسخوں میں ہمارا نسخہ بھی شامل ہے۔

یہ نسخہ تیس ورق یا ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔ تحریر عمدہ نستعلیق ہے۔ یہ نسخہ شروع (1258ھ۔1841ء) کا لکھا ہوا ہے۔ یہاں یہ بھی ذکر کر دینا چاہئے کہ ''المقدمۃ السنیہ'' پر حضرت شاہ عبدالعزیز نے مفصل حاشیہ لکھا تھا۔ اس کا بھی ایک نسخہ جو اسی کاتب روح اللہ کشمیری کے قلم سے 1247ھ کا لکھا ہوا ہے، ہمارے ذخیرہ میں موجود ہے۔

ایک نسخہ ''دعائے اعتصام'' کا ہے جو اگرچہ کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے مگر اس کو عموماً شاہ صاحب کی نادر تصانیف میں گنا جاتا ہے۔ ہمارے ذخیرہ میں ''دعائے اعتصام'' کا جو نسخہ ہے اس پر کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں مگر راقم سطور کا خیال یہ ہے کہ یہ نسخہ شاہ محمد عاشق صاحب کے قلم کا ہے۔

''سرور المحزون'' کے دو نسخے ہیں جو (1227ھ۔1812ء) اور (1260ھ۔1844ء) کے لکھے ہوئے

ہیں۔ دونوں کا کوئی امتیاز نہیں ہے جس کا یہاں ذکر کیا جائے۔ اسی طرح ایک نسخہ رسالہ دانشمندی کا ہے جو (1881ء، 99-1298ھ) کا لکھا ہوا ہے۔ دو نسخے شاہ ولی اللہ کے وصیت نامے کے ہیں جس میں ایک (1243ھ۔1827ء) کا دوسرا جو "رسالہ دانشمندی" کے ساتھ شامل ہے، یہ بھی 1881ء کا لکھا ہوا ہے۔

ہمارے خاندانی ذخیرے میں حضرت شاہ صاحب کی جو کتابیں موجود تھیں اُن میں سے ایک اہم "نسخہ مسویٰ" کا بھی تھا۔ یہ نسخہ حضرت شاہ صاحب کے درس میں 1164ھ میں پڑھا گیا تھا۔ اس نسخہ پر اس درس کی ابتدائی تاریخ (13 شوال 1164ھ۔ ستمبر 1751ء) درج ہے۔ لکھا ہے 3 شوال 1164ھ روز شنبہ وقت عصر شروع بقرأت بحضرت استاد الشیخ المصنف نمودہ شدہ۔

یہ نسخہ بھی ملک الشعراء امیر قمرالدین منت سونی پتی کی ملکیت رہا۔ سرورق پر ان کی تحریر اور مہر ثبت ہے۔

افسوس ہے کہ حضرت شاہ صاحب کی لکھی ہوئی سند اجازت کی وہ سطریں ضائع ہوگئیں جس میں شاگرد کا نام بھی تحریر تھا اور یہ بھی معلوم نہیں کہ اس وقت یہ نسخہ کس حال میں ہے۔

حواشی

(1) فہرست مخطوطات کتب خانہ دارالعلوم دیوبند 97-96 جلد اول (دیوبند: 1390ھ)

(2) اس نسخہ کا فہرست کتب خانہ دارالعلوم، مرتبہ مفتی مولانا ظفیر الدین صاحب مفتاحی 145,144، جلد اول (طبع اول دیوبند (1390ھ۔1970ء) میں تعارف ہے۔

